کر دیا۔ اور انہوں نے بھی ہر چیز کو بلا تامل، بلا خوف لومۃ لائم اسے آگے ہم تک پہنچا دیا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرام اس بات کے خواہش مند ہوتے کہ آپ کی ایک مصنوعی اور ادھوری تصویر دوسروں کے سامنے آئے تو شاید اس طرح کی پرائیویٹ چیزیں منظر عام پر نہ آتیں لیکن یہ تو ان حضرات اور پھر تابعین و محدثین کی دیانت و امانت کا کمال ہے کہ انہوں نے ہر شے کو بلا کم و کاست بیان کر دیا ہے اور جو کچھ بیان ہوا ہے اس میں کوئی چیز بھی نبی کی شان کو گھٹانے والی نہیں ہے۔

آخر معترض یہ نہیں سوچتے کہ جس عورت کا نکاح اس کی اور اس کے ولی کی رضا سے منعقد ہو چکا ہو اور بعد میں وہ اسے ناپسند کرے اور شوہر کے منہ پر کہے کہ میں تمہیں اپنے سے کم تر درجے کا آدمی سمجھتی ہوں تو عام حالات میں ایک شوہر اس کا دماغ درست کرنے کے لیے اسے وظیفۂ زوجیت ادا کرنے پر مجبور کرے گا، زد و کوب کرے گا، یا اسے لٹکتا چھوڑ کر سبق دینے کی کوشش کرے گا حتیٰ کہ رانی مہارانی ہونے کا سودا اس کے سر سے اچھی طرح نکل جائے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ یہ طرز عمل اختیار نہ فرمایا۔ آپؐ اس عورت کے خاوند ہی نہیں تھے بلکہ مدینے کی اسلامی ریاست کے فرمانروا بھی تھے۔ اس کے باوجود آپؐ نے اس عورت پر کوئی جبر اور کوئی زیادتی نہیں کی۔ بلکہ جب اس نے اپنی شقاوت و حماقت کی بنا پر حرم نبوی میں رہنا گوارا نہ کیا تو آپ نے فوراً اسے کنایہ کے الفاظ میں طلاق دے دی اور کچھ سر و سامان کے ساتھ رخصت کر دیا۔ یہ ضبط و تحمل اور فیاضی تو ایک نبی ہی کو زیب دیتی ہے۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس پر اعتراض جھانٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پردے پر ایک خاتون کے اعتراضات اور ان کا جواب

(از ابو الاعلیٰ مودودی)

سوال: میں آپ کی کتاب رسالۂ دینیات کا انگریزی ترجمہ پڑھ رہی تھی۔ صفحہ ۱۸۲ تک

مجھے آپ کی تمام باتوں سے اتفاق تھا۔ اس صفحہ پر پہنچ کر میں نے آپ کی یہ عبارت دیکھی کہ "اگر عورتیں ضرورتاً گھر سے باہر نکلیں تو سادہ کپڑے پہن کر اور جسم کو اچھی طرح ڈھانک کر نکلیں، چہرہ اور ہاتھ اگر کھولنے کی شدید ضرورت نہ ہو تو ان کو بھی چھپائیں:" اور اس کے بعد دوسرے ہی صفحہ پر یہ عبارت میری نظر سے گزری کہ "کوئی عورت چہرے اور ہاتھ کے سوا اپنے جسم کا کوئی حصہ (باستثنائے شوہر) کسی کے سامنے نہ کھولے خواہ وہ اس کا قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو" مجھے اول تو آپ کی ان دونوں عبارتوں میں تضاد نظر آتا ہے۔ دوسرے آپ کا پہلا بیان میرے نزدیک قرآن کی سورۂ نور آیت ۲۴ کے خلاف ہے اور اس حدیث سے بھی مطابقت نہیں رکھتا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسمائؓ سے فرمایا تھا کہ لڑکی جب بالغ ہو جائے تو اُس کے جسم کا کوئی حصہ ہاتھ اور منہ کے سوا نظر نہ آنا چاہیے۔

کتاب کے آخر میں آپ نے لکھا ہے کہ "شریعت کے قوانین کسی مخصوص قوم اور مخصوص زمانے کے رسم و رواج پر مبنی نہیں ہیں اور نہ کسی مخصوص قوم اور مخصوص زمانے کے لوگوں کے لیے ہیں" مگر قرآن کو دیکھنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پردہ محض ایک رواجی چیز ہے اور اسے اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیا آپ یہ مانیں گے کہ آپ نے اسلامی قانون کی غلط تعبیر کر کے بہت سے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کا سامان کیا ہے؟ ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارا اسلام اس طرح پیش کیا جائے جس سے اِس زمانے کے نوجوان اس کو قبول کرنے سے بھاگیں۔ اسلام کی عائد کردہ قیود سے بڑھ کر اپنی طرف سے کچھ قیود عائد کرنے کا کسی کو کیا حق ہے؟

(یہ ایک مسلمان خاتون کے انگریزی خط کا ترجمہ ہے جو امریکہ سے آیا تھا)

جواب: میں آپ کی صاف گوئی کی قدر کرتا ہوں۔ مگر میرا خیال ہے کہ آپ نے پوری طرح میری بات کو نہیں سمجھا۔ صفحہ ۱۸۲ اور ۱۸۳ پر جو کچھ میں نے کہا ہے اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ عورت کے لیے شریعت کے احکام تین اجزاء پر مشتمل ہیں:

چہرے اور ہاتھ کے سوا جسم کے دوسرے حصوں کو شوہر کے سوا کسی کے سامنے عورت کو نہ کھولنا چاہیے، کیونکہ وہ "ستر" ہیں اور ستر صرف شوہر ہی کے سامنے کھولنا چاہیے۔

چہرہ اور ہاتھ ان تمام رشتہ داروں کے سامنے کھولے جاسکتے ہیں، اور عورت اپنی زینت کے ساتھ ان تمام رشتہ داروں کے سامنے آسکتی ہے جن کا ذکر سورۃ نمبر ۲۴، آیت نمبر ۳۱ میں کیا گیا ہے۔

ان رشتہ داروں کے سوا عام اجنبی مردوں کے سامنے عورت کو اپنی زینت بھی چھپانی چاہیے جیسا کہ مذکورۂ بالا آیت میں بیان کیا گیا ہے، اور اپنے چہرے کو بھی چھپانا چاہیے جیسا کہ سورۃ نمبر ۳۳ آیات ۵۳ تا ۵۵ اور آیت ۵۹ میں بیان کیا گیا ہے۔

انگریزی مترجمین ان آیات کا ترجمہ کرنے میں بالعموم گھپلا کر دیتے ہیں، لیکن اگر آپ عربی جانتی ہیں تو آپ کو خود یہ آیات اصل عربی میں دیکھنی چاہییں۔ ان کو پڑھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید، شوہر، رشتہ داروں اور اجنبی مردوں کے بارے میں عورتوں کے لیے الگ الگ حدود مقرر کرتا ہے، اور اجنبی مردوں سے ان کو پورا پردہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔

آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ پردہ محض لوگوں کی "رسم" پر مبنی ہے۔ قرآن کے آنے سے پہلے اہلِ عرب حجاب (پردے) کے تصور سے قطعی ناآشنا تھے۔ یہ قاعدہ سب سے پہلے قرآن ہی نے ان کے لیے مقرر کیا۔ اور بعد میں صرف مسلمانوں ہی کے اندر پردے کا رواج رہا۔ دنیا کی کوئی دوسری قوم اس کی پابند نہ تھی، نہ ہے۔ آخر آپ کے نزدیک وہ کس کی "رسم" ہے جو پردے کی صورت میں مسلمانوں کے اندر رائج ہوئی؟

آپ کا یہ خیال ٹھیک ہے کہ بے جا قیود کسی کو اپنی طرف سے بڑھانے کا حق نہیں ہے۔ مگر جو قیود قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں، کسی مسلمان کو ماڈرنزم میں مبتلا ہو کر انہیں توڑنے کی فکر بھی نہ کرنی چاہیے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ اردو جانتی ہیں یا نہیں۔ اگر اردو کتابیں پڑھ سکتی ہوں تو میری کتاب پردہ، تفسیر سورۂ نور اور تفسیر سورۂ احزاب مطالعہ فرمائیں۔ ان سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ پردے کے احکام قرآن کی کن آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کن احادیث پر مبنی ہیں، اور آپ یہ بھی جان لیں گی